يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ

اے ایمان والو جن پاکیزہ چیزون کو خدا نے حلال کیا ہے تم اُنکو

(اپنے اوپر) حرام نکرو

تحفہ مشرب صوفی ہے

۱۳۲۴ھ

حلال طیب

سنہ ۱۳۲۴

یعنے مختصر کتاب الامتاع کا اُردو ترجمہ جسمین نہایت وضاحت اور
خوبی کیساتھ سماع بامزامیر کی بحث کی گئی ہے اور شرعی دلائل سے
حق کو باطل سے علیحدہ کیا گیا ہے از عالیجناب فخر الصالحین معز الملۃ
والدین سید السادات سید محمد یٰسین حسنی دامت برکاتہ

مطبع حقانی دہلی مین چھپی

دیباچہ

از مسکین کمترین معز الملۃ سید یٰسین حسنی خواہرزادہ حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی خواجہ سید نظام الدین اولیا قدس سرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے وہ ذات پاک جسکی دنیا مین سب سے بڑی نعمت ہدایت اور سب سے اعلیٰ احسان ایمان ہے مین تیری اسی نعمت اور اسی احسان پر جہانتک اور جس قدر شکر بجالاؤن کم ہے اے میرے کریم مجھکو اپنی ان دونون خاص نعمتون کا کمال لازوال نصیب فرما۔ مین ایمان رکھتا ہون کہ جس چیز کو تو نے حلال کیا ہے یقیناً وہ حلال ہے اور جس چیز کو تو نے حرام کیا ہے وہ بے شبہ حرام ہے۔ تیرے احکامات مین کسی کو تغیر و تبدل کی مجال نہین جن لوگون نے اُنمین عقلین لڑائی ہین اور فرضی مسئلے گھڑ لئے ہین یقیناً وہ گمراہ اور تیرے روشن اور سیدھے راستہ سے بہت دور ہین۔

اے ہادی تو سب سے پہلے اُس گروہ کی اصلاح فرما جو علم کا مدعی اور عمل سے بے بہرہ ہے اور جنکی شان مین تو نے ارشاد فرمایا ہے یقولون بافواھھم ما لیس فی قلوبھم اور یہ تعریف بھی تو نے انہین حضرات کی فرمائی ہے فخلف من بعدھم خلف ورثوا الکتاب یاخذون عرض ھذا الادنیٰ حیط میں ان لوگون کے مکائد و مشا سد سے تیری پناہ چاہتا ہون۔

سله سے موہبون سے وہ باتین بکتے ہین جو اُنکے دلون مین نہین ہین ۱۲ سله ان نیک لوگو بعد ایسے گروہ جن تماب مالک وارث ہوا جسے اس کتاب سے دنیا کمائی ہمقدر محفوظ رکھنے ی

اے بزرگ و برتر مجھ گمراہ و مسکین کیطرف سے اُن سلطان الانبیا کے حضور میں لا تعد ولا تحصی درود نازل فرما جنہون نے شرق سے غرب تک میری ہدایت کو دورہ کیا کر تیری راہ مین خلل اندازیون اور مفسدون کا بالکل قلع قمع کر دیا ہے کریم مجھکو اس نورانی روشنی کے ذریعے سے باہر نکالیو اور جب دل میرا جسمانی شکنجہ میں پھنسا ہو تو میری مدد فرمائیو برحمتک یا ارحم الراحمین۔

سماع

کے احکامات مین بحث کرنے سے ... ہم مناسب سمجھتے ہین کہ لفظ سماع کی تشریح بیان کرین تاکہ اس مسئلے کے سمجھنے مین ناظرین کو دقت واقع ہو۔

سماع کے لغوی معنے مطلقاً سننے کے ہین مگر اصطلاح مین اس سے گانا یا باجہ سننا مراد ہے یا دونون کا سننا جیسے آجکل محفلون مین سارنگی ستار طبلہ ڈھولک وغیرہ باجے گانے کیساتھہ شریک ہوتے ہین اور قدیم سے ہوتے چلے آئے ہین اسکے بعد ہم یہہ بیان کرتے ہین کہ سماع نے دنیا مین کیونکر قدم رکھا اور اختلاف زمانہ کیساتھہ اسنے کیا کیا رنگ بدلے اور لوگون پر کیسے کیسے اثر ڈالے۔

سماع انسان کے ساتھہ ہی ساتھہ دنیا مین تشریف لایا ہے جب انسان پیدا ہوا جب ہی قدرتی طور پر گانے کا مادہ اسکے اندر خلق کیا گیا اگرچہ اسکے علاوہ دیگر حیوانات مین بھی خوش نوائی و خوش الحانی کا مادہ رکھا گیا ہے مگر انسان کا ہی گانے اور گانا سننے کیطرف طبعی میلان ہے۔

گانے کی لطافت نے وہ اعلٰے درجہ حاصل کیا ہے کہ روح کی غذا قرار پایا اور انبیا و اولیا نے اس سے خاص حظ حاصل کیا جو ذوق و شوق اس سے حاصل ہوتا ہے وہ کسی چیز سے نہین ہوتا چنانچہ اسی لطافت کے سبب سے علما نے اسمین مختلف زمانون مین طرح طرح کی ایجادین کی ہین اور اس صنعت کو کمال کے تئین پہونچا دیا ہے۔

اسکی تاریخی تحقیقات مین ہم زیادہ وقت صرف نہین کرتے صرف اتنا کہدیتے ہین کہ ہر زمانہ مین ہر قسم کے آدمی اس سے اپنے مذاق کے موافق لطف اٹھاتے رہے ہین۔ مگر جو لوگ حد انسانیت سے خارج اور حیوان طبیعت ہین وہ اس سے نفرت اور بے رغبتی رکھتے ہین

یا یون کہیے کہ جو مختل الحواس اور بد مغز لوگ ہین انکو سماع سے کچھہ بہی لطف حاصل نہین ہوتا ہے جیسے کہ زکام والے شخص کو جسکا دماغ بند ہوگیا ہے آپ کیسے سے کیسی ہی خوشبو اور عطریات سونگھائین اس کے دماغ پر ذرا اثر نہو گا یہی حال اُن مختل الحواس اور بد مغز لوگونکا ہے جنکو سماع سے مس نہین ہے اور اسی قسم کے فاسد المزاجون مین ایسے لوگ بہی ہین جنکا فساد مزاج حد سے تجاوز کرگیا ہے اور وہ اپنی علت اندرونی کے معالجہ سے غافل ہوکر سماع کو برا بہلا کہتے ہین ان لوگون کی اس حالت پر خدا رحم کرے ان بیچارون کی مثال صفراوی بخار والے کی سی ہے جسکا موہنہ کڑوا ہو جاتا ہے اور اسکے سبب سے چاہے کیسی ہی لطیف و لذیذ چیز اُسکو کھلائی جائے مگر اسکو کڑوی ہی معلوم ہوگی ان لوگون کی بہی یہی حالت ہے کہ انکو چاہے کیسا ہی اعلے درجہ کا خوش الحانی کیساتہہ گانا باجا سنایا جائے مگر اُن کے کانون مین تو وہی صفراویت کی ٹٹی اڑی ہوئی ہے جسکے باعث سے ساری خوش الحانی اور خوش نوازی انکو کڑوی زہر معلوم ہوتی ہے اور یہ بیچارے اسکی تاب نہ لاکر کانون مین اُنگلیان دیتے پھرتے ہین اور جہان جاتے ہین یا جسکے پاس بیٹھتے ہین سماع کو برا کہتے ہین غور سے دیکھا جائے تو یہ ان لوگون کا قصور نہین ہے بلکہ یہ ان کے مادہ کا قصور ہے جو ایسا ناموزون واقع ہوا۔ یہ لوگ محض اپنی ناموزونیت طبع کے باعث سے سماع کے منکر ہین اور مذہب کو بدنام کرتے ہین ورنہ مذہب مین کہین اسکی ممانعت کا اشارہ تک نہین ہے اگر یہ لوگ سماع سے سچے سچے یعنے طبعی طور پر انکار کرین تو مین تحقیق کہتا ہون اور تم دیکھہ لوکہ تمام زمانہ اُنکو مجنون اور دیوانہ کہے اسی واسطے یہ لوگ اسکے انکار مین مذہب کو آڑ پکڑتے ہین اور بیچارے غریبون کو بہی ورغلا کر اپنا شریک حال کر لیتے ہین مگر اس سے کیا ہوتا ہے جب ان بیچارون کو موقع ملتا ہے فورًا وہ قوالی کے جلسون مین دوڑتے ہوئے چلے آتے ہین چنانچہ ہم اسبات کا عینی ثبوت دے سکتے ہین۔

اسکی اصل حقیقت یہ ہے کہ گانے بجانے کیطرف قدرت کیجانب سے انسانی فطرت مین کیا اکثر حیوانات کی خلقت مین بہی طبعی میلان رکھا گیا ہے مگر ہان جس شخص کی

فطرت ناقص اور طبیعت ناموزون ہوتی ہے البتہ اُسکے میلان مین ہی نقص ہوتا ہے
اب ہمکو سب سے زیادہ ضروری اس بات کا بیان کرنا ہے کہ سماع کو مذہب سے کیا تعلق ہے اور مذہب نے اس کے متعلق کیا فیصلہ کیا ہے۔
سماع مذہب کے اصول مین داخل نہین ہے اور نہ ایجادات مذہب مین سے ہے اور نہ ممنوعات اور منکرات مذہب مین سے ہے یعنے سماع ان چیزون مین سے نہین ہے جنپر مذہب کا دارومدار ہے جیسے نماز وغیرہ فرائض اور نہ ایجادات اور ممنوعات مذہب مین سے ہے جیسے لحم خنزیر وغیرہ حرام چیزین بلکہ یہ ایک ایسا فعل ہے جو مذہب اسلام سے پہلے موجود تہا اور جس زمانہ مین مذہب اسلام کی تکمیل ہورہی تہی یہ برابر جاری تہا اور شارع علیہ السلام سے اسکے تعلق کا کامل ثبوت موجود ہے اور تکمیل مذہب سے اسوقت تک برابر نہایت زور شور سے جاری ہے کتاب الامتاع مین ان کل باتونکو قطعی دلایل سے ثابت کیا گیا ہے اب رہا مذہب کا اسکے متعلق قطعی فیصلہ یہ ایک بڑی بحث ہے جسکو نہایت اختصار اور وضاحت کیساتھ ہم بفضلہ تعالی بیان کرتے ہین
اللہ تعالیٰ نے کل چیزون کے متعلق تین قسم کا فیصلہ کیا ہے بعض چیزونکو تو حلال کیا ہے اور بعض چیزون کو حرام کیا ہے اور بعض چیزون سے خاموش ہوگیا ہے یعنے اُنکو انہین کی حالت پر رہنے دیا ہے کوئی نیا حکم اُنکی بابت صادر نہین کیا یعنے ہم قرآنی آیات ہی سے کہہ سکتے ہین کہ فلان چیز حلال ہے اور فلان چیز حرام ہے اور جنکی نسبت حلت و حرمت سے گفتگو نہین کی ہے وہ مُباح ہے چنانچہ اس آیۂ شریف مین فرماتا ہے احل اللّٰہُ البیع وحرم الربوا یعنے اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے اور فرماتا ہے واحل لکم ما وراء ذلکم یعنے جن عورتونکی حرمت کا بیان ہوچکا ہے ان کے سوا کل عورتین تمہارے واسطے حلال کی گئی ہیں۔
حرمت وحلت کی آیات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حرام چیزین محفوظ اور گنتی کی ہین اور حلال چیزین عام اور غیر معدود ہین یعنے اللہ تعالیٰ نے حرام چیزون کو گنکر فرما دیا ہے کہ انکے سوا جسقدر چیزین ہین حلال ہین۔
سماع کو جو ہم ان آیات کے سامنے لاتے ہین تو اُنکا اسپر کچھ اثر نہین پڑتا

اور [illegible] سے کوئی قول ثابت ہوتا ہے قرآن شریف کے بعد حدیث متواتر ہے
مگر کسی حدیث متواتر میں بھی سماع کی نسبت حرام کا لفظ استعمال نہین کیا گیا۔ اور
یہ بات [illegible] کی تسلیم [illegible] ہے کہ کسی چیز کی حرمت کیا بلکہ کراہت بھی بغیر نص قطعی کے
ثابت نہین ہوسکتی ہے۔ اور نص قطعی وہ حکم ہے جو آیہ قرآنی یا حدیث متواتر سے ثابت ہوا ہو
اب ہم [illegible] سے یہ دریافت کرتے ہین کہ آپ کے پاس وہ کونسی آیت یا حدیث
ہے جسمین سماع کی حرمت کا حکم لگایا گیا ہے۔ کتاب الاستماع مین اسی اجمال کی تفصیل
کی گئی ہے اور گانے باجے کے متعلق کل مشہور اور مستند احادیث کو جمع کر کے ثابت کر دیا گیا
ہے کہ ہر قسم کا گانا باجا مباح ہے۔
خداوند تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَٰذَا حَلَالٌ وَ
هَٰذَا حَرَامٌ یعنی اپنی زبانون سے جھوٹ مُٹ یہ نہ کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے
بلکہ حرام وہی چیز ہے جسکو خدا نے حرام کیا اور اُسکے ماسوا حلال ہین۔ جہان خداوند
تعالےٰ نے حرام چیزون کا ذکر کیا ہے وہان سماع کیطرف اشارہ بھی نہین فرمایا
اور خداوند تعالےٰ نے اُنہین چیزون کو حرام کیا ہے جنمین ہمارے واسطے کچھ فائدہ
نہین ہے چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہے کہ حرام چیزین شفا نہین ہے۔ سماع
کیا برائی ہے اگر یہ کہا جائے کہ سماع خیالات کو فاسد اور شہوت کو برانگیختہ کرتا ہے
ہم یہ کہتے ہین آواز گانے کی یا باجے کی مرد کی ہو یا عورت کی یا لڑکے کی غرضکہ
کسی آواز کا سننا حرام نہین ہے اب رہے خیالات وہ تمہارے اختیار مین ہین
جدھر چاہو لیجاؤ برے خیالات کی بدولت نماز حرام ہو جاتی ہے گانا یا باجا بیچارہ
تو کس گنتی مین ہے۔ عورت کا گانا یا شعر کہنا اسی سبب سے برا کہا جاتا ہے کہ عام
طور پر اسکے سننے سے خیالات کثرت کے ساتھ پریشان ہو جاتے ہیں اور اس سے
بڑھکر امرد لڑکون کا گانا ہے کیونکہ امرد لڑکون کے گانے اور [illegible] سے جو مفاسد
پیدا ہوتے ہیں وہ عورتون کے گانے سے بہت زیادہ ہین۔ عورتون کا گانا اُن لوگون
کے واسطے جائز ہے جنکے خیالات درست رہتے ہین اور کسی طرح سے نہین بدلتے۔
اور در حقیقت لڑکون کا گانا عورتون کے گانے سے زیادہ خوفناک ہے امام نودی علیہ الرحمۃ

لڑکون سے مصافحہ تک کرنیکو کتاب الاذکار مین حرام لکھا ہے وہ لکھتے ہین امرد کیطرف نظر ڈالنی ایسی ہے جیسے نامحرم عورت کو گھورنا چاہے نیک نیتی ہی سے گھورتا ہو کیونکہ لڑکا عورت ہی کے حکم مین ہے لڑکے کی صحبت مین جو بے باکی نصیب ہوتی ہے وہ عورت کیساتھہ کہان لڑکا ساتھہ ہو تو کوئی برا گمان نہین کر سکتا کیا معلوم کہ بھائی ہے یا بیٹا ہے یا اور کوئی عزیز ہے. بخلاف عورت کی ہمراہی کے کہ اُسمین ہر طرح سے بدگمانی ممکن ہے جواب الکافی مین شیخ ابن القیم الجوزی نے لواطت کو زنا پر بہت ترجیح دی ہے اور اسکو شرعی دلائل سے محکم طور پر ثابت کیا ہے زمخشری نے بھی تفسیر کشاف مین امردون کا گانا سننے والون کی صفت وثنا مین کئی صفحے سیاہ کئے ہین ہمکو اُنکی نقل کرنے سے شرم آتی ہے ایسے لوگون کو ان کتابون کا مطالعہ ضروری ہے ورنہ ہمارے پاس آئین ہم ہر ایک کتاب اچھی طرح دکھا سکتے ہین ۔

نہایت تعجب اور افسوس کی بات ہے امردون کا گانا تو حلال جنکی صورتین عورتون سے زیادہ قابل حجاب اور جنکی صحبت مار و کژدم سے زیادہ آزار رسان اور سارنگی ستار وغیرہ باجون کی آواز حرام. سبحان اللہ برین عقل و دانش بباید گریست یہ باجے وہ آلات ہین جنکی شان مین مولنا محقق رومی فرما گئے ہین ؎ نے زتار و نے زچوب و نے زپوست ؞ خود بخود می آید این آواز دوست ؞ اے مولویو ذرا انصاف سے کہو لڑکے کے گانا سننے سے شہوت کا غلبہ ممکن ہے یا باجے کی آواز سے دنیا مین کوئی ذیعقل ایسا نہین ہے جو یہ کہیگا کہ باجے کی آواز سے خیالات فاسد پیدا ہوتے ہین اور شہوت غلبہ کرتی ہے جو کہیگا یہی کہیگا کہ امرد کی آواز سننا کیا اُسکی صورت کے دیکھنے سے خیال فاسد کا پیدا ہونا ممکن ہے جسکے سبب سے گانا سننا یقیناً حرام ہوگیا کیونکہ ہم بارہا کہہ آئے ہین کہ خیالات خراب ہونے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے. اگر ہمنے ہارمونیم یا بیلا یا ستار یا عود یا ڈھولک وغیرہا کوئی باجا سنا کیا قصور کیا کیونکہ اُنکے سننے سے کسیطرح خیال خراب نہین ہوسکتا بلکہ مین یہ بات بالجزم کہتا ہون گانا اور باجا سننے کے برابر بشرطیکہ خیالات صالحہ کیساتھہ ہون دل کے پاک و صاف کرنے والی تلاوت کلام مقدس کے بعد کوئی چیز نہین ہے جسکو ہماری بات کا یقین نہ ہو تو ہم اُسکو گانا اور

باجا سنوا کر تجربہ کرا سکتے ہین خصوصًا باجے ہین جو کیفیت اور سرور حق حاصل ہوتا ہے۔
وہ ہرگز کیا بلکہ صد ہرگز محض گانے مین حاصل نہین ہوسکتا چنانچہ حضرت مولنا روم
کا شعر ہم پہلے لکھ آئے ہین وہ باجے کی تفصیل کیواسطے کافی ہے۔ لہذا جن لوگون نے محض
گانے پر اکتفا کی ہے وہ یقینًا بے نصیب ہین تا ہین حرمت کی کیا چیز ہے اور کیا بات
ہے کاٹھہ کی لکڑی اور تا بے یا لوہے کے تار سے تو شیطان زور کرلے اور شیطان
مجسم جو سامنے موجود ہے وہ کچھ نہین کرسکتا سبحان اللہ وبحمدہ۔ استغفر اللہ ربی من
جمیع ظلمی وجرمی واسرافی علے نفسی واتوب الیہ بے نصیب ہین۔
صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عورتون اور لڑکیون کا
گانا سنا ہے چنانچہ یہ احادیث عنقریب کتاب الامتاع مین آپکی نظر سے گذرتی ہین
اور مردون کا گانا بھی آپ نے سنا ہے مگر مولوی صاحب امرد کا گانا ہی حضور نے کبھی
سنا ہے کسی حدیث سے ثابت ہے کسی تاریخ مین اسکا تذکرہ ہے یہ بدعت کیسے
حلال ہوئی۔ نعوذ باللہ من شر النفس الامارۃ۔ عافانا اللہ مما ابتلا ہولاء

أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ط

ہم جو کرتے ہین وہ اچھا ہے اور تم جو کرتے ہو وہ برا ہے اگرچہ ہم یہ جانتے ہین کہ تم
جو کرتے ہو وہ اچھا ہے اور ہم جو کرتے ہین وہ برا ہے مگر ہم یہی کہتے ہین کہ تم جو کرتے ہو برا ہے
لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ذرا انصاف سے دیکھو ہٹ دہرمی اور سخن پروری
نکرو بواعث حرمت گانے مین زیادہ ہین یا باجے مین۔
بس کتاب اللہ تعالے اور سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے موافق ہی فیصلا کیا جائے
کہ آواز ہر شئے کی حلال ہے کسی آواز کا سننا حرام نہین ہے۔ اگر ہم اسکی تفصیل
بیان کرین تو سَو جز مین بھی ختم نہین ہوسکتی لہذا ختم والسلام علے من انصف
فی الفہم والکلام ؛

معز الملۃ سید یسین

لہ کیا تم لوگون کو تو نیکی کا حکم کرتے ہو اور خاص اپنے تئین فراموش کرجاتے ہو حالانکہ کتاب
قرآن شریف بھی پڑھتے ہو اور سے یو تو تم کو اتنی عقل نہین ۱۲

ترجمہ کتاب الامتاع فی احکام السماع

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد و نعت کے بعد معلوم ہو کہ اہل اللہ مین جو سماع متعارف ہے یعنے بزرگان دین جیسا گانا سنتے آئے ہین وہ حکم شرع شریف مین نصًا اور نقلاً قولاً اور فعلاً مباح چیزون مین سے ہے مگر بعض وقت اس گانے مین ایسے عوارض لاحق ہو جاتے ہین جو اسے مندوب[1] یا مکروہ بنا دیتے ہین اور بہرحال اعمال کا نتیجہ نیت پر موقوف ہے یعنے انسان جس فعل کو جس نیت سے کرے گا اُسی نیت کے موافق (اُسکا بدلہ پائے گا)

احکام سماع کے متعلق مین نے جب شیخ کامل حضرت کمال الدین جعفر بن تغلب تغلبی نسبًا ادفوی محلاً کی کتاب امتاع کو دیکھا تو اُسکو مسائل سماع کا جامع اور ہر شخص کو نافع سراپا انصاف کتاب و سنت اور آثار ائمہ پر مبنی اور معتمد پایا لہذا مین اسکے مقاصد کو ان چار فصلون مین مشرح اور مفصل بیان کرتا ہون۔

پہلی فصل۔ شعر کہنے اور کہوانے کے بیان مین یعنے اس فصل مین یہ بیان ہے کہ خود شعر کہنا یا دوسرے سے شعر کہوانا جائز اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے یا نہین۔ **دوسری فصل**۔ بغیر باجے کے محض گانے یا دوسرے شخص کا گانا سننے کے بیان مین **تیسری فصل**۔ آلات طرب مثل دف اور طبل شبابہ اور مزامیر اور عود وغیرہ مثل سارنگی ستار ہارمونیم کے بیان مین **چوتھی فصل**۔ طرب انگیز باجون کیساتھ گانا سننے کے بیان مین۔

پہلی فصل

شعر کہنے اور کہوانے اور حُدا کے بیان مین۔ اس فصل کے متعلق کئی حدیثین ہین جنمین سے

[1] مندوب اور مکروہ ایک دوسرے کی ضد ہین یعنے مندوب وہ فعل ہے جسکا کرنا اچھا ہو اور مکروہ وہ فعل ہے جسکا

ایک حدیث یہ ہے جسکو امام مالک نے موطا مین روایت کیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے شاعر یہ لوگ تھے حسان بن ثابت عبداللہ بن رواحہ۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہم ان سبھون نے حضور صلعم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ تعالی اللہ تعالی فرماتا ہے۔ الشعراء یتبعھم الغاوون یعنے شاعرون کے گمراہ لوگ پیرو ہوتے ہین حضور صلعم نے فرمایا کیا اس کے آگے اللہ تعالی یہ نہین فرماتا ہے الا الذین امنوا وعملوا الصّٰلحٰت مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے عمل کئے (وہ ان شاعرون مین داخل نہین ہین۔

حافظ ابو عمر بن عبدالبر فرماتے ہین اس حدیث مین اسبات کی دلیل ہے کہ شعر کہنا مومنون کو نقصان نہین کرتا ہے۔

اور اسی مضمون کی ایک حدیث امام احمد رضی اللہ عنہ نے اپنی مسند مین جابر بن سمرہ سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے ہین مین رسول خدا صلعم کی خدمت مین مسجد شریف کے اندر سو مرتبہ سے زیادہ حاضر ہوا ہون اور آپ کے اصحاب کو مین نے شعر اور جاہلیت کی بعض باتون کا تذکرہ کرتے ہوئے پایا ہے۔ اور ایک حدیث بخاری ومسلم روایت کرتے ہین کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حسان کے پاس سے گذرے حسان اسوقت مسجد مین شعر پڑھ رہے تھے حضرت عمر نے انکی طرف دیکھا انہون نے کہا (دیکھتے کیا ہو) مین تم سے جو بہتر ہے تھے یعنے حضرت صلعم ان کے سامنے گایا کرتا تھا۔

اور یہ حدیث بھی بخاری نے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ فرماتی ہین حضرت ابو بکر کو جب بخار چڑھتا تھا تو آپ یہ بیت پڑھا کرتے تھے کل امرء مصبح فی اہلہ۔ والموت ادنی من شراک نعلہ۔ حضرت عائشہ نے اسکی حضور صلعم کو خبر کی آخر حدیث تک۔

اور ایک حدیث ابوداؤد روایت کرتے ہین جسکی اصل بخاری مین موجود ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بعض شعر حکمت کے ہوتے ہین اور بعضا بیان جادو ہوتا ہے شیخ ابن عبدالبر فرماتے ہین جسقدر اشعار کہ حضور صلعم نے کہہ لئے ہین اور آپ کے سامنے کہے گئے ہین وہ حد حصر سے باہر ہین اور جبکہ حضرت ابو بکر نے شعر کہا اور حضور کو اسکی خبر ہوئی اور آپ نے اسکو بحال رکھا اور منع نفرمایا تو پہلا پھر جائز ہونیکے واسطے

۱؎ حدا اس گانے کو کہتے ہین جو مسافر لوگ راہ روی مین تکان معلوم نہونے اور جانورونکے جلد راستہ طے کرنے

اس سے بڑھکر دلیل اور کیا ہو سکتی ہے اور اہل علم مین سے کوئی شخص ایسے ہین یا ہین جو مجرد شعر کا انکار کرتے ہون کیونکہ شعر مین اور نثر مین فرق ہی کیا ہے جس مضمون کا نثر کلام اچھا ہوتا ہے اسی مضمون کا نظم کلام بھی اچھا ہوتا ہے اور جس مضمون کی نثر بری ہوتی ہے اسکی نظم بھی بری ہوتی ہے محمد بن سیرین اور عامر شعبی سے روایت ہے کہ شعر ایک کلام ہے اچھا اچھا اور برا برا ہے۔ اور حضرت امام شافعی سے بھی یہی روایت ہے اور بیہقی نے انہی طرقون سے اسکو حضور صلعم تک پہونچایا ہے مگر صحیح یہی ہے کہ یہ قول امام موصوف ہی پر موقوف ہے جو لوگ شعر گوئی کو برا کہتے ہین انکی دلیل یہ حدیث ہے جو مسلم مین روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تم مین سے کسی کا پیٹ اگر پیپ سے بھر جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ شعر سے بھرے اس حدیث مین چند اقوال ہین جن سب مین راجح قول یہ ہے کہ یہ مذہب اس شخص کے حق مین ہے جو بالکل شعر گوئی ہی مین فنا ہو جائے اور کل کاروبار اور نماز اور روزہ اور قرآن شریف کا پڑھنا اس سے چھوٹ جائے بیہقی نے اس کے متعلق ایک باب مرتب کیا ہے۔

تنبیہ

بعض اوقات شعر کے ساتھ ایسے عوارض لاحق ہو جاتے ہین جو اسے مکروہ یا حرام بنادیتے ہین شعر کے مکروہ ہونے کا تو وہی طریقہ ہے جو ہم بیان کر آئے ہین کہ اسکے شغل مین انسان مشغول ہو جائے اور تحصیل علم اور قرآن شریف کا پڑھنا اور اسکے علاوہ اور نیک کام اس سے چھوٹ جائین۔ اور یا اپنے شعرون مین اپنی بیوی یا لونڈی کی حسن و جمال وغیرہ کی تعریف کہے کیونکہ مروت ایسی حرکات کی مانع ہے اور نووی فرماتے ہین رافعی کا ایراد اسکے عدم جواز کا مقتضی ہے یعنے بیوی یا لونڈی کی خاص طور پر اپنے اشعار مین تعریف کرنی ناجائز ہے اور رویانی کتاب البحر مین اپنے کل اصحاب سے نقل کرتے ہین کہ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی یا لونڈی کی شعر مین تعریف کی تو اسکی گواہی رد کی جائیگی اور غیر معینہ عورت کی تعریف کرنی جیسے کہ اگلے پچھلے شاعرون کی عادت ہے مشہور یہی ہے کہ مباح ہے اور اسمین کچھ کراہت نہین ہے امام شافعی

رحمۃ اللہ نے اسپر دلیل شرعی بیان کی ہے اور بیہقی نے اس مسئلہ پر اسطرح سے باب باندھا ہے باب اس شخص کے بیان مین جسنے بغیر نام لئے کسی عورت کی تعریف مین شعر کہے اور اسیکے متعلق بیہقی نے شافعی کی نص کو بیان کیا ہے اور کعب بن زہیر بن ابی سلمی کے اسلام لانیکی حدیث کو سند لائے ہین کہ انہون نے اپنے معشوق کی تعریف مین یہ قصیدہ کہا تہا جسکا شروع اسطرح سے ہے بانت سعاد فقلبی الیوم متبول اور حضور صلعم نے انکو منع فرمایا تہا۔ امام غزالی فرماتے ہین سننے والون کو یہ لائق نہین ہے کہ ایسے غیر معین شعرون کو کسی خاص عورت پر اپنے خیال مین صادق کرلین اور اگر صادق کرینگے خود گنہگار ہون گے اور اگر اشعارون مین معشوقون کے قد اور خسارون اور حسن وجمال کا ذکر ہے تو یہ جمہور علما کے نزدیک مباح ہے اور اسمین بالکل کراہیۃ نہین ہے کیونکہ کعب موصوف کا قصیدہ ان سب باتون کو شامل ہے چنانچہ اسی مضمون کا ایک یہ مصرع ہے ہیفاء مقبلۃ عجزاء مدبرۃ۔ مفسر قرطبی مالکی اور ابن الجوزی حنبلی کہتے ہین کہ یہ یعنے ایک اجنبیہ عورت معینہ کی یا امرد کی تعریف کرنی یا کسی بے گناہ کی ہجو کرنی اگرچہ وہ ذمی ہو حرام ہے یا سچی بات مین اسقدر مبالغہ کرے کہ وہ جہوٹ مین داخل ہوجائے حرام ہے۔ اجنبی عورت کی تعریف کرنی اس سبب سے ناجائز ہے کہ اسمین ایذا دہی ہے اور امرد کی تعریف یون ناجائز ہے۔ کہ کسی وجہ سے اسکا حلال ہونا ثابت نہین ہے۔ اب رہا مبالغہ پس اگر کسی وجہ سے سچ پر اسکو حمل کیا جاسکے تو یہ بہت ہی اچھا ہے اور اگر نکیا جاسکے تو رافعی نے جمہور شافعیہ اور ظاہر نص سے نقل کی ہے کہ یہ حرام ہے اور جہوٹ کی اور قسمون جیسی یہ بہی ایک قسم ہے اور قفال اور صیدلانی سے منقول ہے کہ یہ مبالغہ جہوٹ سے کچھہ نسبت نہین رکھتا کیونکہ جو شخص جہوٹ بولتا ہے اوسکو یہ خیال ہوتا ہے کہ میرا جہوٹ سچ ہے بخلاف شاعر کے کہ اسکا مقصود محض اپنے شعر کی خوشنمائی ہوتا ہے اور رافعی نے بہی اسی بات کو بہتر سمجہا ہے۔

حدا کا بیان

حدا اس گانے کو کہتے ہین جو مسافر لوگ جانورون کے تیز چلنے اور سفر کی تکان معلوم

نہ ہونے کیواسطے گاتے ہین۔ اور نووی فرماتے ہین کہ حدا کے متعلق ہم ناجائز ہونیکی کوئی دلیل نہین پاتے ہین اور یہ حدا تو محض شعر کیساتھہ آواز کا درست اور موزون کرنا ہے تاکہ اثنا راہ مین مشقت نہ معلوم ہوا اور جی خوش رہے جیسے کہ دہقانی لوگ اور مزدور اور کارندے اپنے کام کے وقت گایا کرتے ہین اور عورتین گیتون کیساتھہ بچون کو تسکین دیتی ہین۔ ابو العباس قرطبی کہتے ہین اگر شعر مین محرمات اور خواہش کا ذکر نہ ہو تو اس کے پڑہنے مین کچھہ حرج نہین ہے اور نہ اسکے جواز مین کچھہ شک ہے بلکہ بعض اوقات تو اسکا گانا مستحب ہے کیونکہ بہت سے نیک کامون مین شعر نفس کو خوش کرکے امداد پہونچاتا ہے مین کہتا ہون شیخ محی الدین نووی نے کتاب الاذکار مین اسکی استحباب کی تصریح بیان کی ہے اور فرمایا ہے کہ راستہ جلد طے ہونے اور سوارون اور سواریون کے خوش کرنیکے واسطے شعر گانا مستحب ہے۔

صحیح بخاری مین براء بن عازب سے روایت ہے کہتے ہین کہ خندق کی جنگ مین مین نے حضور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو عبد اللہ بن رواحہ کا یہہ رجز پڑہتے ہوئے دیکھا۔ اللهم لولا انت ما اهتدینا ولا تصدقنا ولا صلینا فانزل سکینة علینا وثبت الاقدام ان لاقینا ان الاعداء قد بغوا علینا اذا ارادوا فتنة ابینا

اور اس جملہ کیساتھہ آپ آواز بلند فرماتے تھے۔

حافظ ابو عمر بن عبد البر نے کتاب تمہید مین سند کیساتھہ حضرت عمر بن خطاب سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا ہے گانا مسافر کیواسطے اچھا توشہ ہے۔

ابن قتیبہ اپنی سند کیساتھہ بیان کرتے ہین کہ سعد بن ابی وقاص مکہ مدینہ کے راستہ مین حالت احرام کے اندر گایا کرتے تھے۔

بیہقی سند کیساتھہ روایت کرتے ہین کہ ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سواری پر بیٹھکر گایا کرتے تھے اس قسم کی نظیرین بے حد وحساب ہین جسکے معنے گانے کے ہین

فصل محض آواز کیساتھہ بغیر باجے کے گانے کے بیان مین لفظ غنا مد کیساتھہ ہے اور کبھی قصر کیساتھہ بھی استعمال کیا جاتا ہے قرطبی کہتے ہین غناء ترجیع مخصوص کیساتھہ آواز شعر کو بلند کرنیکے تئین کہتے ہین اور امام نووی فرماتے ہین غناء محض ترجیع

مخصوص کیساتھ آواز کا بلند کرنا ہے یعنے انہوں نے شعر کی قید نہیں لگائی ہے تاکہ اسمین استمداد بھی داخل ہوجاوے اور استمداد محض ترتیب مخصوص کیساتھ بغیر شعر کے آواز کو کہتے ہیں علما نے غنا کے سننے مین اختلاف کیا ہے ماوردی کہتے ہین اہل علم نے غنا کے مسئلہ مین اختلاف کیا ہے اکثر نے تو اسکو مباح کیا ہے اور اکثر نے اسکو محظور سمجھا ہے اور اکثر اسکو مکروہ سمجھتے ہین چنانچہ امام ابوحنیفہ اور مالک اور شافعی سے صحیح بھی منقول ہے کہ انہون نے اسکو مکروہ سمجھا ہے اور نووی فرماتے ہین کتاب الام کے ادب القضا مین امام شافعی نے لکھا ہے کہ یہ مکروہ ہے اور اکثر شافعیہ نے بھی اسپر جزم کیا ہے اور مرد و عورت کے گانے مین کچھ فرق نہین کیا ہے ابن صباغ کہتے ہین اس حساب سے اجنبی عورت کا گانا زیادہ مکروہ ہونا چاہیے اور رافعی نے شرح صغیر مین اسپر جزم کر کے کبیر مین بیان کیا ہے کہ عورت کی آواز ستر ہے یا ستر نہیں ہے اصح یہی ہے کہ عورت کی آواز ستر نہین ہے علماء نے گانے کے کم یا زیادہ سننے مین کچھ فرق نہین کیا ہے یعنے کم سننے اور زیادہ سننے کا ایک ہی حکم ہے اور بہت سے محققین نے اسبات پر جزم کیا ہے کہ زیادتی کیوقت گانا مکروہ ہوتا ہے اور یہ زیادتی اسوجہ سے مکروہ ہوتی ہے کہ یہ اہل طاعت کا شعار نہین ہے اور جب گانا کبھی کبھی سنا جاتا ہے تو محض نفس کے راحت دینے کو اور کبھی کبھی نفس کو راحت دینا ہرگز مکروہ نہین ہے کیونکہ عنقریب بزرگون سے اسکا سننا نقل کیا جاویگا اور اصل بات یہ ہے کہ کراہت حکم شرعی ہے بغیر خاص دلیل کے ثابت نہین ہوسکتا۔

ابن المنذر کتاب الاشراق مین کہتے ہین کہ جو شخص اپنے گھر مین اپنے دوستون مین بیٹھکر تفریحاً گاتا ہے تو یہ منع نہین ہے اور ایسے ہی امام غزالی فرماتے ہین کہ جو شخص اپنی اوقات کو اکثر گانے مین صرف کرتا ہے وہ جاہل ہے اور اسکی گواہی مردود ہے کیونکہ کل مباح چیزین کثرت کی حالت مین گناہ صغیرہ ہوجاتے ہیں جیسے کہ گناہ صغیرہ مداومت کرنے سے کبیرہ ہوجاتا ہے۔ اور گانا حرام بھی اسوقت تک نہین ہے جسوقت تک کہ فتنے کا خوف نہو اور جسوقت فتنے کا خوف ہو جیسے کے عورتیا امرد کے گانے سے منصور ہے تو یہ گانا حرام ہے جیسے کہ رافعی اور غزالی فرماتے ہین اور یہ بھی ضرور ہے

کہ گانے مین کسی کی ہجو یا جھوٹ نہ ہو۔
حنبلیون مین سے بہت لوگ اسطرف گئے ہین کہ غنا مطلقاً حرام ہے اور ابن تیمیہ کہتے
ہین ہمارے اکثر اصحاب کا یہی مذہب ہے۔
قاضی ابو الطیب نے جو سماع کے اندر کتاب لکھی ہے اسمین شعبی اور سفیان ثوری اور
حماد بن زید اور ابراہیم نخعی سے اسکی حرمت نقل کی ہے اور مسلم کی شرح مین نووی نے
کل شافعیہ کا اسکے جواز پر اتفاق نقل کیا ہے یعنے زیادتی کے وقت کراہتہ کیساتھ ہم یہ
پہلے ہی بیان کر چکے ہین کہ اگر مباح فعل کو طاعۃ کے قصد سے کیا جائے تو وہ طاعۃ ہی
مین ہی شمار کیا جاتا ہے اور اسی سبب سے خوارزمی کتاب الکافی مین اسکی کراہت
بیان کر کے کہتے ہین کہ اگر اسمین نیت صحیح ہے تو یہ مکروہ نہین ہے اور ابن حزم کہتے
ہین گانا سننے مین جس شخص کی یہ نیت ہو کہ قلب کو راحت پہونچا کر طاعت پر قوت حاصل
کرے تو وہ شخص مطیع ہے اور اگر اُسکی نیت گناہ کی ہے تو یہہ گنہگار ہے اور جو کچھ بھی نیت
یعنے گناہ یا طاعت کی نہین ہے تو یہہ مباح ہے جیسے باغون مین سیر کرنا وغیرہ وغیرہ
اور یہی استاد ابو القاسم قشیری کا قول ہے اور امام غزالی اور شیخ عز الدین بن عبد السلام
اور ان کے ساتھی شیخ تقی الدین بن رفیق العید اور بہت سے متقدمین و متاخرین کا قول
ہے اور یہی مذہب (حضرات خواجگان چشت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) اور حضرت
جنید بغدادی شیخ الطائفتین اور کل صوفیائے کرام کا ہے۔
اس فصل کے متعلق کئی حدیثین ہین بعض تو وہ ہین جنکے ساتھ قائلین حرمت نے حجت
پکڑی ہے جیسے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس چیز کے ساتھ آدمی لہو
کرے وہ باطل ہے سوا کمان کیساتھ تیر اندازی کرنے اور اپنے گھوڑے کو سدھانے
اپنی بیوی سے اخلاص پیار کی باتین کرنے کے اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا
ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے قائلین حرمت کہتے ہین گانا ان تینون چیزون مین
سے جو لہو حرام ہے مستثنے کی گئی ہین نہین ہے لہذا یہ حرام ہے اور قائلین حلت اسکا
یہ جواب دیتے ہین کہ حدیث مین لفظ باطل آیا ہے اس سے حرام مراد نہین ہے
بلکہ باطل سے وہ فعل مراد ہے جسمین کچھ فائدہ نہو جیسے کہ بہت سے مباح فعل ہین

چنانچہ قرآن شریف مین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یعنے اے
پروردگار تو نے ان کل چیزون کو بے فائدہ نہین پیدا کیا ہے دوسری یہ حدیث ہے
جسکو ابو داؤد اور بیہقی نے روایت کیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
گانا دل کے اندر نفاق پیدا کرتا ہے جمہور اسکا یہہ جواب دیتے ہین کہ اس حدیث
سے بھی حرمت ثابت نہین ہوئی کیونکہ بہت سی ایسی مباح چیزین ہین کہ جب اُنکے
ساتھ تکبر یا تفاخر کا قصد کیا جاوے تو وہ نفاق پیدا کرتی ہین اور حرمت غنا ہی کے
متعلق ایک یہ حدیث ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے گانے والی لونڈیون
کو نہ خریدو نہ فروخت کرو اور نہ اُنکو گانا سکھاؤ اور نہ اُنکی تجارت مین خیر اور برکت ہے۔ اور
قیمت اُنکی حرام ہے اور اسی مضمون مین یہ آیت نازل ہوئی ومن الناس من یشتری
لہو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ
ہم اس حدیث کو محض اسی وجہ سے جانتے ہین اور اس حدیث کا ایک راوی عبداللہ
بن زحر ہے جو ضعیف ہے۔

جمہور اسکا یہ جواب دیتے ہین کہ اول تو حدیث ثابت نہین ہے اور لو فرضنا ثابت بھی
سہی تب بھی لونڈی کی خرید اور فروخت حرام ہونے سے اسکے گانا سننے کی حرمت لازم
نہین ہوتی کیونکہ اکثر لونڈیان گانے ہی کے خیال سے خریدی جاتی ہین اور گانا وہ
عوض شرعی نہین ہے جو قیمت کے مقابل ہوسکے چنانچہ اسی وجہ سے یہہ بیع فاسد
ہوئی نہ اسوجہ سے کہ انکا گانا حرام ہے۔ اور حرمت ہی کے متعلق ایک یہہ حدیث ہے
جسکو بخاری نے تعلیقًا روایت کیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقینًا
میری امت مین ایسے لوگ ہون گے جو حر اور حریر اور معازف کو حلال کر لینگے حر ح
کے زیر سے فرج کو کہتے ہین۔ قرطبی جوہری سے ناقل ہین کہ معازف غنا کو کہتے ہین۔
اور نووی فرماتے ہین یہ تفسیر جس نے جوہری کے صحاح مین نہین دیکھی (نہ معلوم قرطبی
نے کہان سے نقل کی ہے) بلکہ وہ صحاح مین لکھتے ہین کہ معازف آلات لہو کو کہتے ہین
(اور معازف جمع کا لفظ ہے جسکا واحد معزفہ ہے۔ اور حرمت غنا ہی کے متعلق ایک یہ
حدیث ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب گانے والی لونڈیان پیدا ہون

اور معازف ظاہر ہون اور شرابین پی جاوین پس اسوقت لوگون کو چاہئے کہ ایک
سرخ ہوا اور مسخ اور قذف کا انتظار کرین اور ایسی نشانیون کا جو اسطرح پے درپے
آئینگے جیسے لڑی کا تاگا ٹوٹ جاتا ہے (اور اسکے موتی پے درپے گرنے لگتے ہین)
اس حدیث کو ترمذی نے جتنے طریقون سے روایت کیا وہ کل ضعیف ہین۔
اور جمہور اسکا یہ جواب دیتے ہین کہ گانے والی لونڈیون کے پیدا ہونے سے گانے کی
حرمت لازم نہین ہوتی ہے اور یہ کہ لفظ قَیْنَہ جو اس حدیث مین آیا ہے اسکے معنے اُس
لونڈی کے ہین جو شراب کیساتھ گاتی ہے اور ان وجوہات کے علاوہ اس حدیث کے
جسقدر طرق ہین وہ اس امت مین مسخ کے ہونے پر متفق ہین اور یہ صحیح حدیثون سے
ثابت ہوچکا ہے کہ اس امت مین مسخ نہ ہوگا۔ اب ہم ان احادیث کو بیان کرتے ہین
جنکے ساتھ مطلقًا گانے کو مباح سمجھنے والے لوگون نے تمسک کیا ہے اور وہ گانے
کو ذرا بھی مکروہ نہین سمجھتے ہین۔
منجملہ اُنکے ایک یہ حدیث ہے جو بخاری و مسلم نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے
کہ ابوبکر رض عید کے روز اُنکے پاس تشریف لائے اور ان کے پاس دو لڑکیان دف
بجاکر گارہی تھین حضرت ابوبکر رض نے اُن لڑکیون کو جھڑکا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اے ابوبکر انکو چھوڑ دو ہر قوم کیواسطے عید ہے اور یہ ہماری عید ہے اور
ایک وہ حدیث ہے جو ربیع بنت معوذ سے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کی ہے
کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُن کے ہان اُنکی شادی کے روز تشریف لے گئے وہان دو
لڑکیان گارہی تھین وَفِینَا نَبِیٌّ یَعْلَمُ مَا فِی غَدٍ آپ نے فرمایا اے لڑکیو اِن بات کو
کل کی بات کو سوائے خدا کے اور کوئی نہین جانتا ہے۔ اور دلائل حلت مین سے ایک
حدیث بھی ہے حضرت عائشہ نے اپنی قرابت دارون مین سے ایک عورت کی ایک
انصاری شخص سے شادی کی اور قبا کیطرف انہین رخصت کیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اے عائشہ تمنے اُنکے ساتھ لہو بھیجنے گانے والی عورتون کو کیون نہین بھیجا
کیونکہ انصار کو یہ اچھا معلوم ہوتا ہے طبرانی نے کبیر مین اور نسائی نے اسناد صحیح
سے ... شادی ہوچکی ہے اور یہی قبا بھی اسی جگہ ہے۔

کیساتھ روایت کی ہے کہ ایک عورت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر
ہوئی آپ نے حضرت عائشہ سے فرمایا اے عائشہ تم اسکو پہچانتی ہو یہ کون عورت ہے
انہون نے کہا یا نبی اللہ نہین مین نہین پہچانتی فرمایا یہ فلان قوم کی گانے والی لونڈی ہے
تم چاہتی ہو کہ یہ تمہین گانا سنائے انہون نے کہا بہت اچھا تب اس عورت نے آپ کو
گانا سنایا۔
اور ایک وہ حدیث ہے جو ابن ماجہ نے انس سے ایسی سند کیساتھ بیان کی ہے
جسکے کل لوگ ثقہ ہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ کی ایک گلی مین سے گذرے
وہان بنی نجار کی چند لڑکیان ڈف بجاکر یہ شعر گا رہی تھین نحن جوار من بنی نجار
یا حبذا محمد من جار حضرت صلعم نے فرمایا (اے لڑکیون) خدا جانتا ہے کہ مین
تمسے محبت رکھتا ہون اور ایک یہ حدیث بھی حلت کی دلیل ہے کہ حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم جب کسی غزوہ سے واپس کامیاب ہوکر تشریف لائے تو ایک عورت آپ کی
خدمت مین حاضر ہوئین اور عرض کرنے لگین کہ یا نبی اللہ مین نے نذر مانی تھی
کہ اگر اللہ تعالی آپ کو صحیح وسلم لائے گا تو مین آپ کے سامنے ڈف بجاکر گاؤن گی
حضور نے ارشاد کیا کہ تم اپنی نذر پوری کر دینے گاؤ اس حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے
اور ایک وہ حدیث ہے جو احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور دارقطنی اور مسلم نے روایت
کی اور حاکم نے مستدرک مین اسکی تصحیح کی ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہے حرام وحلال
مین یعنے نکاح کے اندر تمیز ڈف اور آواز سے ہے اور ایک یہ حدیث ہے جو حاکم
اور دارقطنی نے اس کتاب مین جو بخاری ومسلم پر الزام مین لکھی ہے کہ انہون نے اپنی
صحیحون مین ایسی حدیثون کو نہین روایت کیا ہے جو بالکل صحیح اور بے طعن ہین منجملہ انکے
ایک یہ حدیث ہے کہ عامر بن سعد بن ابی وقاص کہتے ہین مین ایک روز ابو مسعود انصاری
کے پاس گیا وہان قرظہ بن کعب اور ثابت بن زید بھی موجود تھے اور انکے پاس چند لڑکیان
ڈف بجاکر گا رہی تہین عامر کہتے ہین مین نے ان لوگون سے کہا کہ کیا آپ لوگ اصحاب رسول
اللہ صلعم ہوکر یہ کام کرتے ہین انہون نے کہا ہان ہم کو حضور نے اسکی اجازت دی
ہے جو لوگ یہ کہتے ہین ... ہے اور کی یہ دلیل ہے کہ جب شرع شریف نے

ایک فعل کی مذمت کی اور دوسری دلیل سے اوسکی حلت ثابت ہوئی تو لاجرم وہ فعل مکروہ ضرور ہے کیونکہ جس فعل کی شرع شریف نے مذمت فرمائی وہ فعل حرام ہے مگر جب اوسکی اباحت کی بھی دلیلین ثابت ہوئین تو لاجرم جمعًا بین الدلیلین وہ فعل مکروہ ہوا۔

ادفوی فرماتے ہین کہنے والے کا یہ قول کہ گانا حلال ہے یا حرام ہے اسکے یہ معنے ہین کہ وہ دلیل شرعی کو چاہتا ہے اور جب کتاب وسنت اور اجماع امت سے گانے کی حرمت یا کراہت یا کسی حالت کیساتھ تخصیص ثابت نہین ہوئی تو مذہب حق جسپر اعتماد لازم ہے یہی ہے کہ وہ مطلقًا مباح ہے۔ کہتے ہین اور وہ حدیث جسمین حضور کے حضرت عائشہ کو اس عورت سے گانا سنوانے کا بیان ہے مرد و عورت سے گانا سننے کی بڑی بھاری دلیل ہے اور حضرت عائشہ سے حضور کے اس فرمانے سے کہ یہ فلان قبیلہ کی گانے والی لونڈی ہے معلوم ہوا کہ اسکا کام گانے ہی کا تہا ادفوی فرماتے ہین امام غزالی کا قول ہے کہ جب حضور صلعم کے سامنے ڈف کے ساتھ گانا ثابت ہے تو پھر تجویز عقلی تاویل کی محتمل نہین ہے تاویل تو نصوص قولیہ ہی مین چلتی ہے پہر اوسکے بعد ادفوی نے سند کیساتھ بہت سے اکابرین صحابہ اور اونکے بعد کے علماء سے گانے اور گانا سننے کی اباحت کو نقل کیا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ شیخ ابو طالب مکی کتاب قوت القلوب مین لکھتے ہین کہ گانا بہت صحابیون اور تابعین نے سب نے سنا ہے اور اہل حجاز ہمیشہ سے بڑے بڑے علماء فقہا کے زمانہ مین اسکی رخصت دیتے چلے آئے ہین اور کسی نے اسپر انکار نہین کیا ہے مگر ہان بحالت زیادتی یا اسمین کوئی مکروہ فعل ہوتب وہ مکروہ ہے کتاب صفوة التصوف مین حافظ ابن طاہر اپنی سند کیساتھ بیان کرتے ہین کہ شافعی فرماتے ہین مین علماء حجاز مین سے کسیکو ایسا نہین جانتا جو سماع کا انکار کرتے ہون اور عبد اللہ بن عمر نے خود گانے کی استدعا کرکے گانا سُنا ہے۔ اور لغوی کتاب تہذیب مین اور صاحب المہذب وغیرہ لکھتے ہین کہ عبد الرحمن بن عوف نے ایک دفعہ حضرت عمر سے اُن کے پاس آنے کا اذن مانگا انہون نے حکم دیا جب یہ اندر گئے تو انہون نے دیکھا کہ حضرت عمر بیٹھے ہوئے چپکے چپکے کچھہ گا رہے ہین حضرت عمر نے اُنسے فرمایا تمنے یہ کچھ سنا عبد الرحمن نے کہا جی ہان مین نے سنا فرمایا ہم جب علیحدہ و خلوت مین بیٹھتے ہین یہ اسی طرح

بھی گانا سنا کرتے ہیں جسطرح کہ لوگ گاتے ہیں - حضرت عثمان بن عفان کی دو لونڈیاں تھین
جو آپ کو رات بھر گانا سنایا کرتی تھیں پھر جب سحر کا وقت ہوتا تھا تو حضرت عثمان اُن سے
کہا کرتے تھے کہ بس اب ٹھہر جاؤ یہ وقت استغفار پڑھنے کا ہے - اور ابن قتیبہ نے روایت
کی ہے کہ حضرت بلال نے گانا شروع کیا کسی نے کہا مین آپ گاتے ہین کہا کیون
مہاجرین ہین سے ایسا کون شخص ہے جسکو تمنے گاتے ہوئے نہین سنا اور اسامہ
بن زید تو خاص حضور علیہ اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف مین لیٹے ہوئے ایک پیر پر دوسرا
پیر رکھکر گایا کرتے تھے - اور عبد اللہ بن جعفر با وجود اسقدر عظمت وشان کے جو اُن کو
حاصل تھی اپنے چچا امیر المومنین حضرت علی کی خلافت کے زمانہ مین گایا کرتے تھے
اور حضرت علی نے کبھی انکو منع نہین کیا - ابو طالب مکی لکھتے ہین کہ حضرت زبیر گانا
سنا کرتے تھے اور امام الحرمین اور ابن ابی الدم اہل تاریخ سے اس بات کو ثابت کرتے
ہین کہ عبد اللہ بن زبیر کی چند لونڈیاں تھین جو انکو عود باجا بجاکر گانا سنایا کرتی تھین
حافظ ابو عمر بن عبد البر اور حافظ ابن الجوزی نقل کرتے ہین کہ سعید بن مسیب جو افضل
تابعین اور مدینہ کے ساتون فقیہون مین سے ایک فقیہ ہین گانا سنا کرتے تھے اور
اور انکے سننے سے لذت حاصل کیا کرتے تھے اور یہ سعید بن مسیب وہ شخص ہین جو
علم مین معتمد سنے اور تقوے مین ضرب المثل تھے حافظ محمد بن طاہر نقل کرتے
ہین کہ سالم بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب اور سعید بن جبیر یہ دونون گانا سنا کرتے تھے
ابن قتیبہ نے بیان کیا ہے کہ عمر بن عبد العزیز جب سلیمان بن عبد الملک کیطرف سے
مدینہ کے والی تھے تو انکے پاس چند لونڈیاں تھین جو انکو گانا سنایا کرتی تھین پھر
جب یہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے (بسبب عدیم الفرصتی کے) ان لونڈیون کو چھوڑ
دیا - اسناد ابو منصور بغدادی نقل کرتے ہین کہ قاضی شریح اور عامر شعبی اور ابن شہاب
زہری گانا سنتے تھے - اور ادفوی نے ان کے علاوہ اور بہت اہلِ علم بیان کئے ہین
جنمیں سے ہین نے فقط انہین پر کفایت کی ہے اور ادفوی لکھتے ہین کہ اگر ہم ان سب
نقلوں کو جمع کرین تو لا انتہا ہو جائین اور پھر اسکے آگے ادفوی لکھتے ہین کہ حضرات
صوفیہ کرام اعلےٰ درجہ کے ذی علم اور فقہ وحدیث اور علوم شرعیہ کے واقف لوگ ہین

جیسے استاد ابو القاسم قشیری اور شیخ ابو طالب مکی اور امام غزالی اور شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین وغیرہم اور ان سب بزرگان کے اقوال سماع کے بارے مین مشہور ہین۔ اذفوی کہتے ہین کہ قشیری اور سہروردی حضرت جنید سے روایت کرتے ہیں کہ صوفیائے کرام پر تین موقعون مین رحمۃ الٰہی نازل ہوتی ہے سماع کیوقت اور کھانے کیوقت اور مذاکرہ کیوقت کیونکہ صوفی لوگ بغیر وجد اور شہود حق کے سماع نہیں سنتے ہیں اور کھانا نہین کھاتے ہین مگر فاقہ کے بعد اور ذکر نہین کرتے ہین مگر مقامات صدیقین مین حضرت ممشاد علو دینوری فرماتے ہین مین نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا اور مین نے عرض کیا کہ حضور یہ جو سماع ہوتا ہے اس سے آپ کو کچھہ انکار ہے فرمایا نہین مگر ان لوگون سے تم کہدو کہ یہ سماع سے پہلے اور اس کے بعد قرآن شریف پڑہ لیا کریں۔ شیخ ابو طالب مکی کہتے ہین جسنے بلا کسی تفصیل کے سماع کا انکار کیا۔ اس نے ستر صدیقوں پر انکار کیا اور شیخ شہاب الدین سہروردی فرماتے ہین بلا تفصیل کے سماع کا منکر ضرور یا اس اور سنن اور آثار سے بالکل ناواقف ہے یا کندہ طبیعت ہے جسکو کچھہ بھی ذوق نہین ہے جو انکار سماع پر اصرار کرتا ہے اور غزالی کہتے ہین جسکی طبیعت کو سماع نے حرکت ندی وہ ناقص اور اعتدال و انشانیت سے بالکل دور ہے اسکی کثافت طبیعت گدہے سے بھی زیادہ کثیف ہے تم نہین دیکھتے ہو کہ بچے جب موزون آواز سنتے ہین تو خاموش ہوجاتے ہین اور بہائم موزون آوازون کو سنکر بھاری بھاری بوجھہ لئے ہوئے جنگل بیابان قطع کرتے ہین ایک فاضل شخص نے ایک منکر سماع کو اس مضمون کا شعر لکھا کہ اگر تم کہتے ہو کہ سماع مین کچھہ فائدہ اور نفع نہین ہے تو تم اونٹ کو دیکھو جو تمسے زیادہ غلیظ الطبع اور کثیف المزاج ہے کہ موزون آواز کو سنکر کسطرح آسانی کیساتھہ جنگل اور بیابان قطع کرنے لگتا ہے غزالی نے امام شافعی سے روایت کی ہے کہ کسی نے ان سے ذکر کیا کہ یونس بن عبد الاعلے کو سماع مین طرب حاصل نہین ہوتا فرمایا اسکے حواس صحیح نہین ہین بعض حکما کا قول ہے جسکی طبیعت کو فصل ربیع کی ترو تازگی اور اسکے پہولوں

اور سرود ملے اور اسکے تار دن نے حرکت ندی تو وہ شخص فاسد المزاج ہے علاج کرنا اسکو کچھ نفع نکریگا ابن قتیبہ نے امام شافعی سے اور انہون نے حمیدی سے اور انہون نے اسمعیل بن علیہ سے روایت کی ہے کہ جسکو گانے سے طرب نہ حاصل ہو وہ بزرگ اور عقلمند نہین ہے۔ معاویہ نے حضرت عبداللہ بن جعفر کے سامنے گانا سنا اور انکو طرب حاصل ہوا اور کہا کہ بزرگ شخص کو ضرور طرب حاصل ہوتا ہے حکما فرماتے ہین گانا ایک ایسی چیز ہے جو نفس کو برانگیختہ کرتا ہے جیسے کہ کھانے کی چیزیں جسم کو ابھارتی ہین جو شخص ذہن لطیف اور نفس فاضل رکھتا ہے وہ سماع کی ضرور حرص کرتا ہے اور جس نفس کو سماع سے طرب حاصل ہوتا ہے وہ نفس سب نفسون سے زیادہ اشرف ہے

تیسری فصل

آلات طرب مثل ڈف اور طبل اور شبابہ اور مزامیر اور عود وغیرہ کے بیان مین ڈف وکے پیش اور زبر کیساتھ اور اسیکو طارہ بھی کہتے ہین یہ باجہ اس شکل کا ہوتا ہے جیسے آٹا چھاننے کی چھلنی کہ ایک طرف سے منڈھی ہوئی ہوتی ہے فقہا فرماتے ہین کہ اگر یہ دونون طرف سے منڈھا ہوا ہو تو بھی مزہر باجا ہے مگر اوفوی کہتے ہین لغہ کی کتابون مین مزہر عود کو لکھا ہے ڈف کے بجانے مین علما کا اختلاف ہے مگر راجح اور صحیح مذہب یہی ہے کہ شادی اور عید احد کسی کے سفر سے گھر آنے اور ختنے اور ولادۃ اور ہر خوشی کے موقعوں پر بلا خلاف جائز ہے ایسے ہی ہر وقت مطلقاً صحیح مذہب کے موافق جائز ہے کیونکہ ہم بیان کر چکے ہین کہ یہ یعنے ڈف حضور سرور کائنات کے سامنے کتنے ہی مرتبہ بجایا گیا ہے اور خود حضور نے اُن عورتون کو ڈف بجانیکی اجازت دی جنہون نے حضور کے سفر سے صحیح وسالم واپس آنے کی نذر مانی تھی۔ بلکہ علما کا ایک گروہ اسطرف گیا ہے کہ نکاح مین ڈف بجانا سنت ہے کیونکہ حضور صلعم نے فرمایا ہے دف کیساتھ نکاح کا اعلان کرو مسلم نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور نذر جو پوری کیجاتی ہے تو طاعۃ ہی کے کامون مین پوری کیجاتی ہے اور اگر گناہ کا کام ہے تو اسکے ساتھ نذر پوری

نکی جائیگی اور دف مین جھانجھ ہون یا نہون دونون حالتون مین یکسان ہے کیونکہ جھانجھ کی ممانعت کے متعلق کوئی دلیل نہین آئی اور محض یہ خیال دوڑا کر کہ حضور کے زمانہ مین جو دف تھے اُنمین جھانجھ نہ تھے جھانجھوں کو حرام کر دینا یہ کوئی حجت نہین ہے اور یہ بھی کچھ بات نہین ہے کہ مرد ہی بجائے یا عورت ہی بجائے بلکہ دونون کا بجانا ٹھیک ہے اور محض عورتون کیساتھ جو لوگ دف بجانیکی تخصیص کرتے ہین محض یہ خیال کر کے کہ حضور کے زمانہ مین عورتین ہی بجاتی تھین اور کہتے ہین کہ مردون کو اسکا بجانا ناجائز ہے کیونکہ اسمین عورتون کیساتھ تشبہ ہوتا ہے اور عورتون کیساتھ تشبہ کرنا حرام ہے ہم یہ کہتے ہین کہ اب بھی او پہلے بھی یہ بات مشاہدہ سے ثابت ہو چکی ہے کہ عورتین مردون ہی سے سیکھتی ہین اور مرد ہر زمانہ مین عورتون سے زیادہ طوف بجاتے رہے ہین اب رہا عورتون کا تشبہ تو یہہ اُن باتون مین حرام ہے جو عورتون کیساتھ مخصوص ہین۔

طبل امام شافعی کے مذہب مین ہر طبل کا بجانا جائز ہے لڑائی کیواسطے ہو یا لہو کیواسطے سوائے ایک کوبہ کے ابو داؤد نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ حضور نے خمر اور جوئی اور کوبہ سے منع کیا ہے۔ امام غزالی نے فرمایا ہے کل قسم کے طبل مباح ہین سوائے ایک کوبہ کے اور اسی قول کو رافعی اور نووی نے اختیار کیا ہے نووی کہتے ہین کوبہ وہ طبل ہے جو بیچ مین سے پچکا ہوا اور تنگ ہوتا ہے اور خاصکر مخنث اُسکو بجایا کرتے ہین بہت سے علمانے کوبہ کو بھی حلال لکھا ہے اور اس حدیث کا یہہ جواب دیا ہے کہ یہ حدیث ثابت نہین ہے۔ حافظ عبد العظیم منذری کہتے ہین یہ حدیث غیر معلوم ہے اور بہت محدثین کہتے ہین کہ اس حدیث کے راوی مدلس اور مجہول ہین۔ اور بر تقدیر ثبوت بھی علمانے اختلاف کیا ہے کہ کوبہ کیا چیز ہے ابو سلیمان خطابی سنن ابو داؤد کی شرح میں لکھتے ہین کہ جو یہ کہتا ہے کہ کوبہ طبل ہے وہ غلط کہتا ہے درحقیقت کوبہ نرد کو کہتے ہین۔ زمخشری اپنی کتاب فائق مین لکھتے ہین کہ کوبہ نرد ہے اور بعض طبل کو کہتے ہین۔ پھر جب لغت سے یہ ٹھیک نہ معلوم ہوا کہ یہ لفظ انہین معنوں کے واسطے وضع کیا گیا ہے جسمین دلیل وارد ہے پس اسی سبب سے امام الحرمین نے کوبہ کے حرام ہونے مین توقف کیا ہے اور کہا ہے کہ مین اسمین کوئی بات ایسی نہین دیکھتا ہون

ہو سکتی حرمت کی مقتضی ہو مگر فقط اتنی بات ہے کہ اسکو اکثر مخنث لوگ بجاتے ہین اگر کوئی صحیح دلیل حرام ہونے کی ثابت ہوجاوے تو ہم اسکو حرام کہہ سکتے ہین ورنہ ہم توقف مین ہین ۔

شبابہ اسکو یراع بھی کہتے ہین ۔ اسکے بارے مین بھی علما کا اختلاف ہے مگر صحیح اور ثابت اور محکم مذہب یہی ہے کہ اسکا بجانا بھی مباح اور جائز ہے کچھ کسی قسم کی اسمین کراہت نہین ہے امام غزالی اور رافعی کا یہی مذہب ہے اور کتاب شرح صغیر مین لکھتے ہین یہی مذہب ظاہر اصحاب ہے اور نووی بغوی کے اتباع مین اسکو حرام کہتے ہین اور دونون فریق ابو داؤد کی اس حدیث کو حجت لاتے ہین جو نافع نے ابن عمر سے روایت کی ہے نافع کہتے ہین کہ مین ایک دفعہ ابن عمر کے ساتھ جا رہا تھا انہون نے بانسری بجانے والے کی آواز سنکر اپنے کانون مین انگلیان دے لین یہان تک کہ جب دور نکل گئے تو مجھ سے کہا اب بھی وہ آواز سنائی دیتی ہے یا نہین مین نے کہا نہین تب کہنے لگے مین حضور حضرت سرور کائنات کیساتھ تھا اور ایسا ہی موقع ہوا اور حضور نے اسی طرح کیا جسطرح مین نے تمہارے ساتھ کیا اب جو لوگ اسکو مباح کہتے ہین انکی یہ دلیل ہے کہ اول تو یہ حدیث ثابت ہی نہین ہے کیونکہ ابو داؤد نے اسکی صحت مین شک کیا ہے اور عبد الله لوی نے اسیطرح ایک حدیث منکر نقل کی ہے اور بر تقدیر ثبوت بھی اس حدیث سے یہ ثابت نہین ہے کہ حضور نے ابن عمر کو کان بند کرنے کا حکم دیا پھر اگر اس باجہ کا سننا ناجائز ہوتا تو حضور ابن عمر کو کیون نہ منع فرماتے اور ایسے ہی ابن عمر نے نافع کو کیون نہ منع کیا اور حضور نے جو اپنے کانون کو بند کیا تو یہ وجہ تھی کہ حضور اکثر حالت ذکر و فکر مین رہتے تھے ۔ اس خیال سے حضور نے کان بند کرے کہین اس باجہ کی آواز سے اس حالت مین فرق نہ آجاوے یا یہ بات ہے کہ حضور نے تنزہاً اسکو نہ سنا ہو جیسا کہ اکثر مباح چیزین آپ نے استعمال کرنی ترک کر دی تھین امام غزالی فرماتے ہین بہت سی مباح چیزون کا استعمال اہل دل نے

ملہ جیسے چھنے آٹے کی چپاتی اور عمدہ کپڑا حضور نے کبھی استعمال نہین فرمایا حالانکہ انکا استعمال منع نہین ہے اور حضور کی ازواج مطہرات نے زیور نہین پہنا اور ایسے ہی ہزارون باتین ہین ۱۲

ترک کر دیا ہے اور خود حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ کرتہ جو نہایت نفیس اور عمدہ تھا اپنے جسم مبارک سے اُتار کر ابوجہم کو مرحمت فرما دیا کیونکہ نماز مین اسپر نگاہ پڑجانے سے حضور کی مشغولیت مین فرق آتا تھا اور یہ بات حضور کے مقام عالی کے لائق نہ تھی اور اور کسیکو آپ نے اسطرح کے کرتہ کے ساتھ نماز پڑہنے سے منع نہ کیا اور یہ بات تو سب جانتے ہین حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِین علما یہ حجت بیان کرتے ہین کہ مزامیر اسلام سے پہلے پھیلے ہوئے تھے جب اسلام جاری ہوا تو انکی ممانعت نہ کی گئی اور نہ کسی نص صریح سے اُنکی نہی ثابت ہوتی ہے جیسے کہ نوحہ وغیرہ محرمات کی جو جاہلیت کے زمانہ مین کیئے جاتے تھے اُنکی نہی ثابت ہے جابر نے روایت کیا ہے کہ یہ آیت وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوًا انْفَضُّوْا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَائِمًا اُن ہی لوگون کی شان مین نازل ہوئی ہے جو جہان کہین عورتون کو گانے بجاتے ہوئے جاتے دیکھتے تھے حضور کو چھوڑ کر فوراً گانا سننے اُٹھ جاتے تھے اور حضور اکیلے کھڑے ہوئے خطبہ پڑہتے رہجاتے تھے۔ حافظ محمد ابن طاہر کہتے ہین یہ حدیث صحیح ہے اور اپنی مسند مین اس حدیث کو روایت کر کے لکھتے ہین کہ دف اور مزامیر کا بجانا جاہلیت کی ان چیزون مین سے ہے جنکو شرع شریف نے بحال رکھا ہے اور ان کے استعمال سے منع نہین فرمایا ہے کیونکہ یہ بات عقل سے بہت دور ہے کہ حضور دف اور باجے بجانے سے منع فرمائین اور پھر وہ جمعہ کے دن حضور کی مسجد کے دروازہ پر بجائے جائین اور خداوند تعالے نے جو اس آیۃ مین لہو سے منع کیا ہے تو اسی طور پر منع کیا ہے جس طور پر خطبہ کی حالت مین تجارت سے منع کیا ہے۔ علماء قیاس کی رو سے یہ حجت بیان کرتے ہین کہ شبابہ[1] کے اندر حرام ہونیکی کیا بات ہے بجز اسکے کہ وہ ایک طرب انگیز آواز ہے پس اگر وہ حرام ہوا تو پھر گانا جو اس سے زیادہ طرب انگیز ہے وہ بھی حرام ہوگا اور جو گانا خوش آوازی اور ذی معنے اشعار کیساتھ ہو تو وہ دوستون اور وطن کی محبت کو یاد دلاتا ہے اور پھر جب گانا مطلقاً مباح ہے تو شبابہ اُس سے بڑھ کر مباح ہوا اور اسی قیاس پر کل آلات لہو حلال ہیں بعض باجے مثل عود یا طنبورے یا مزمار اعراقی وغیرہ کے اُن لوگون کے

[1] یعنے بانسلی ۱۲

نزدیک جو انکی ممانعت کے قائل ہین منع بھی ہین کیونکہ اونکو مخنث بجایا کرتے تھے مگر پھر بھی شبابہ انہین پہنچے۔ بانسلی داخل نہین ہے کیونکہ شبابہ اسواسطے بنایا گیا تھا کہ چرواہا اسکو بجا کر اپنی بکریون کو جمع کرے اور اس شبابہ ہی کے حکم مین کل مزامیر داخل ہین سوائے ایک مزمار عراقی کے۔ اب رہے کل مزامیر جیسے مقرونہ یہ وہ باجہ ہے جسمین دو بانسلیان ملی ہوئی ہوتی ہین یہ سب قریب قریب ایک ہی شکل کے ہوتے ہین۔ جیسے لمبی نے جسکا سر تنگ ہو مگر قرنا اور کرجہ یہ دونون نیچے سے کشادہ ہوتے ہین اور کرجہ کے نیچے تانبے کا پیٹ لگا ہوا ہوتا ہے۔ قرنا وہی باجہ ہے جسکو کشتی والے اور سوارون والے نقارون کیساتھ بجاتے ہین اسکا حکم شبابہ ہی کا سا ہے کیونکہ یہ شرابیون اور فسادیون کے کام مین نہین آتا اسواسطے کہ وہ لوگ ہمیشہ سے پوشیدگی کی جستجو مین رہتے ہین اور یہ باجے اعلان اور شہرت دینے کے آلے ہین اور قیاس سے جو دیکھا جائے تو وہی امام غزالی کا قول صحیح ہے کہ کل آلات لہو حلال ہین اور پہلے حدیث صحیح مین گذر چکا ہے کہ مدینہ کی عورتین دف اور معازف بجانیکے واسطے حضور کی مسجد کے سامنے حاضر ہوتی تھین۔ اس سے معلوم ہوا کہ حکم شرعی نے ان چیزون کو انکی اسی حالت پر رہنے دیا ہے جس پر یہ پہلے سے تھین کوئی نیا تصرف انمین نہین کیا۔ مزمار عراقی اس کا حکم وہی ہے جو عود کا ہے کیونکہ اسمین کل باتین وہی ہین جو عود مین ہین اور عود کے لغوی معنے طنبور کے ہین اور اسی کو زہر اور بربط بھی کہتے ہین فقہا نے ان نامون مین کچھ تفریق بھی کی ہے اور انکے حرام ہونے کا حکم لگایا ہے کیونکہ یہ شرابیون کے استعمال مین آتے تھے اور انکی ممانعت اسواسطے کی گئی تھی کہ انکی آواز سے شراب کا شوق پیدا ہوتا تھا چارون امامون کے مذہب مین فقط ایک ہی توجیہ انکی حرمت کے متعلق بیان کی گئی ہے اور اسی کیساتھ امام غزالی نے احیا مین اور نووی اور رافعی اور اذفوی نے بتبعاً لجمہور الاصحاب جزم کیا ہے اصحاب ظواہر اور کل اہل علم اسطرف گئے ہین کہ کل باجے حلال ہین اور دلیل اوسکی یہ ہے کہ کوئی نص شرعی انکی حرمت کی بابت صادر نہین ہوئی اور قیاس کو اسمین دخل دینا بالکل منع ہے اور یہ کہنا کہ باجے خاص شرابی لوگ ہی بجاتے تھے بالکل خلاف ہے کیونکہ بڑے بڑے اہل حق اور صالحین کے سامنے

اُس زمانہ مین بھی اور اس زمانہ مین بھی یہ باجے بجائے گئے اور بجائے جاتے ہین اور جن حکما نے ان باجون کو ایجاد کیا تھا تو کیا انہون نے خاص شراب ہی کیساتھ استعمال کرنیکے واسطے انکو ایجاد کیا تھا اب رہا شراب کی محفلون مین انکا بجایا جانا تو اس سے اُنکی حرمت نہین ہوسکتی جیسے کہ خوشبو اور پھول اور اگر وغیرہ کہ کوئی شراب کی محفل ان چیزون سے خالی نہین ہوتی ہے (اور کباب جو شراب کیساتھ لازم و ملزوم ہین انکی حرمت اس قیاس کے موافق سب سے پہلے ہونی چاہیئے اور یہی علما یہ فرماتے ہین کہ باوجود اسکے کہ بزرگان صحابہ اور تابعین اور طبقات مشائخ ان باجون کا استعمال کرتے آئے ہین پھر حرمت کی دلیل ان کے حق مین کیسے ہوسکتی ہے چنانچہ پہلے صحیح طور پر ثابت کیا جاچکا ہے کہ **عبداللہ بن جعفر** اور ابن زبیر اور سعید بن مسیب اور عمر بن عبدالعزیز کا گانا اور عود باجا سننا مشہور ہے۔ **استاد ابو منصور** نے ان کے مباح ہونیکی بابت سعید بن مسیب اور عطا ابن رباح اور زہری اور شعبی اور اکثر فقہاء مدینہ کے اقوال نقل کئے ہین اور وہی فرماتے ہین ہمیشہ ملاؤن نے عود کے حرام کرنے کو بہت ہی سخت مشکل سمجھا ہے اور ہمیشہ اُن سے اسکی حرمت کی دلیل طلب کی جاتی ہے جس سے اُن بیچارون کی جان مشکل مین آجاتی ہے امام محمد بن حزم طاہری نے جو کل اثار اور سنن سے واقف اور مطلع تھے قسم کھائی ہے کہ اگر انکی حرمت کے متعلق ایک بھی دلیل ملجائے تو اس کے اخذ کرنے مین کچھ تردد نہو اور اُستاد ابو منصور نقل کرتے ہین کہ جلیل ابراہیم بن سعد جو ابن شہاب زہری کے شاگرد اور امام شافعی کے اُستاد ہین اور جنکی نسبت بخاری کہتے ہین کہ یہ خاص احکامات کے متعلق سترہ ہزار حدیث کے حافظ تھے یہ کسی کو بغیر گانا گائے اور عود باجا بجائے حدیث نہ سناتے تھے۔ اور اسی کے بیان مین ابو بکر خطیب لکھتے ہین کہ امام موصوف ابراہیم بن سعد جب بغداد مین تشریف لائے ہین تو ہارون الرشید نے آپ کی بڑی خاطر و تواضع کی اور گانا گانے اور عود بجانے کا مسئلہ آپ سے دریافت کیا آپ نے حلال ہونے کا فتویٰ دیا یہ سنکر بعض ملاؤن نے کہا کہ ہم ہرگز ابراہیم بن سعد کی حدیث نہین سنین گے ابراہیم بن سعد نے ملاؤن کی یہ شوخ بیانی سنکر فرمایا قسم ہے خدا کی مین بھی بغداد مین بغیر گانا گائے اور عود

باجا بجائے ہرگز حدیث نہ بیان کرون گا تاکہ لوگ اُس چیز کو جسکو شرع شریف نے حلال کیا ہے حرام نہ سمجھین۔ اسکے بعد ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ ہارون رشید نے امام ابراہیم بن سعد موصوف سے درخواست کی کہ آپ مجھکو حدیث شریف سنائیں امام نے فرمایا اے امیر المومنین عود باجا منگا دیجئے مین پہلے اُسے بجاکر گا لون گا تو پھر حدیث بیان کرون گا ہارون رشید امام کا یہ قول سنکر اٹھا اور عود منگا کر اُنکو دیا انہون نے اسکو بجاکر گایا اور پھر حدیث بیان کی پھر ہارون رشید نے امام موصوف کو بغداد کے بیت المال کا خزانچی کر دیا چنانچہ وہین ۱۸۴ھ خلافت ہارون الرشید مین انہون نے انتقال فرمایا۔ رحمہم اللہ۔

چوتھی فصل

ایک ہی مجلس مین گانا گانے اور باجے بجانے کا بیان۔

امام حجۃ الاسلام ابو حامد محمد غزالی رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہین جب علیحدہ علیحدہ مفرد چیزون کا بجانا جائز ہے تو پھر مرکب یعنے کئی کئی باجون کا ساتھ بجانا بھی جائز ہے اور اسی قول کے موافق کل علما کا قول ہے۔

او نووی فرماتے ہین شیخ ابو عمرو بن صلاح نے جو فتویٰ دیا ہے کہ اگر دف کیساتھ شبابہ بجایا جائے تو یہ چارون امامون کے مذہب مین حرام ہو جاتا ہے۔ اسمین محض اختلاف شبابہ کے اندر ہے اور کوئی امام اس قول مین انکا موافق نہین ہے شیخ عزالدین وغیرہ نے ابو عمرو کے اس قول کی تردید کی ہے اور کہا ہے کہ ہمنے کوئی ایسا امام نہین دیکھا جو مفردات کو تو حلال کہتا ہو اور انہین سے مرکب شدہ چیزون کو حرام کہتا ہو۔ مفردات کو حلال کہنا اور پھر انہین سے مرکبات کو حرام کہنا قواعد شرع سے بالکل خلاف اور کسی صحیح کیا ضعیف حدیث سے بھی ثابت نہین ہے اور حدیث تو کجا آثار صحابہ اور علماء امت مین سے بھی یہ کسی کا قول نہین ہے مین نے کتنے ہی فاضلان مذہب سے دریافت کیا مگر کسی نے مرکب کے حرام ہونے اور مفردات کے حلال ہونے کو نہین کہا اور بلکہ یہ کہا کہ ہمنے کسی سے نہین سنا جو ایسا کہتا ہو اور

جب احادیث صحیحہ سے دف کیساتھ گانے کے حلال ہونے کا ثبوت ہوچکا ہے تو پھر شبابہ کے اُسکے ساتھ ملانے مین کیا حرج ہے باوجودیکہ شبابہ بذاتہ حلال ثابت ہوچکا ہے متاخرین مین سے جس کسی نے اس مرکب کے حرام ہونے کو بیان کیا ہے اور پھر یہ حوالہ دیا ہے کہ آٹھ مذاہب اسکو حرام کہتے ہین یہ مذاہب کی کسی کتاب مین یہ نہین پایا گیا اور خاصکر جو لوگ اختلاف مذاہب کے ناقل ہین جیسے امام الحرمین اور امام وردی اور امام غزالی اور رافعی اور نووی وغیرہ ہین انکی کتابون مین یہ مسئلہ ہونا ضروری تہا اور چونکہ ایسا نہین ہے تو پھر یہ شیخ ابوعمرہی کے ذمہ مین کیا جاتا ہے۔ اور جو شخص ایسا ہو کہ اُسکی عصمۃ ثابت نہین ہے پھر اگرچہ وہ علم سے پورا حصہ رکھتا ہو مگر ضرور اُس سے خطا و ثواب دونون طرح کے قول و فعل صادر ہون گے۔ اور چونکہ یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ ہمیشہ سے سماع دف اور شبابہ کیساتھ علما محققین اور اولیاء عارفین کے سامنے ہوتا چلا آیا ہے پھر اگر کوئی شخص ایسی بات کہے جسکا مذہب کی کسی کتاب مین پتہ نہو تو اسکی جانب ہرگز التفات نہین کیا جاسکتا (لہذا شیخ ابوعمرو بن صلاح کا فتوی متروک ہے) مجھکو بڑے بڑے ثقہ لوگون کی ایک جماعت نے بڑے بڑے ثقہ لوگون کی جماعت سے خبر دی ہے کہ شیخ الاسلام عزالدین بن عبد السلام مجلس سماع مین جو دف اور شبابہ کے ساتھ ہوتی تھی شریک ہوتے تھے اور فتوی دیتے تھے کہ مباح ہے اور ایسے ہی شیخ الاسلام موصوف کے شاگرد شیخ تقی الدین بن دقیق بھی (فتوی دیتے تھے) مجھکو کتنے ہی عادل اور بزرگ فقیہون نے خبر دی ہے کہ یہ مجلس سماع مین جو دف اور شبابہ کیساتھ ہوا کرتی تھی حاضر ہوتے تھے اور اُسکے مباح ہونے کا فتوی دیتے تھے اور صوفیا کرام کی مجالس مین شریک ہوکر فرماتے تھے کہ مین سماع کو ان حضرات صوفیہ کے واسطے قربۃ الہی کا باعث دیکھتا ہون۔

اے مسلمانو

ہمکو تمہارے واسطے ان دونون پرہیز گار عالمین یعنے شیخ الاسلام عزالدین اور شیخ تقی الدین رضی اللہ عنہما کا حال سنداً بیان کر دینا کافی ہے اور اُنکے

علاوہ اور علماء و ذوی الاحترام کا سماع مع باجون مثل شبابہ اور عود وغیرہ کے سننا حد حصر سے باہر ہے اور تواتر کی حد کو پہنچ چکا ہے۔ (اور شبابہ اور عود اور دف سی کی مثل ستار سارنگی ڈھولک اور طبلہ اور ہارمونیم وغیرہ نوایجاد باجے بھی ہین یعنے انکی حلت مین بھی ہرگز شک و شبہ نہین ہے) حکما فرماتے ہین شبابہ کے اندر دلون کے رقیق کرنے اور آنسو بہانے کی ایک خاص تاثیر ہے اور اہل علم و کمال کا اس مجلس مین جہان یہ بجایا جاتا ہو حاضر ہونا اوسکی حلت کی اعلی دلیل ہے اور جو کاملین اسکے جلسون مین شریک ہوتے ہین وہ وہ ہوتے ہین جنکے ہاتھ پر کرامات علیہ اور احوال سنیہ ظاہر ہوتے ہین دوسری فصل کے آخر مین ان بزرگون کے کچھ احوال واقوال مین نقل کر چکا ہون اور رافعی اور متولی وغیرہما ائمہ نے اس بات پر جزم کر دیا ہے کہ جو شخص گناہ صغیرہ بھی کریگا اوسکے ہاتھ پر کرامت اوسکے فسق کے سبب سے ظاہر نہین ہوسکتی ہے۔

دلیل کے ساتھ تحریم وتحلیل کے معاملہ مین ٹھہر جانا اخذ بالمناسبة اور تعلیل سے بہتر ہے
واللہ سبحانہ ولی التوفیق وہو الہادی الی اقوم طریق والحمد للہ رب العالمین ⁂

تمّت





[illegible] اہم [illegible] کتاب ہے اسمین یہہ بتلا یا گیا ہے کہ دلکی صاف اور [illegible] کرنے والی کیا چیز ہے اور وہ کیا بیماریان ہین جنسے دل کمزور اور وناتوان ہوتا ہے کاروباری آدمی خدا کا نام کیسے لے سکتا ہے نوکری پیشہ اور مزدور وظائف کیسے پڑہ سکتا ہے غرضکہ یہ کتاب ہر شخص کے کار آمد ہے۔ قیمت صرف ۴ر

نسیم عاطر یہ حضرت غوث پاک کی سوانح عمری ہے شیخ ابن حجر مکی رحمہ اللہ نے عربی مین اسکو تصنیف کیا تہا حضرت سید یٰسین علی صاحب نظامی حسنی نے اُردو ترجمہ فرمایا حضرت غوث پاک کے تمام حالات پیدائش سے وفات تک کے اسمین درج ہین اور آپکی علمی مجلسین اور تعلیم وتکلم کا بیان بہی کیا گیا ہے۔ قیمت ۸ر

اخبار الاخیار حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ کی مشہور ومعروف کتاب زیر طبع ہے۔ بزرگان ہندوستان اور اولیاء ہند کے تذکرہ کی جامع یہی کتاب ہے بزبان اُردو قیمت ۲؎

اسماءُ الرجال مشکوٰۃ شریف۔ اس کتاب مین اُن محدثین کا بیان ہے جنکی روایتہ یا اُنکے نام مشکوٰۃ شریف حدیث کی مشہور کتاب مین آئے ہین غرضکہ کل محدثین کا تذکرہ اور اُنکی تاریخ اسمین موجود ہے۔ قیمت ۲؎

تاریخ الصلحا و تاریخ ابن خلکان عربی مین جسقدر اولیاء اللہ او صالحین کے تذکرہ مین اُن سبکو جمع کرکے یہ تاریخ بنائی گئی ہے لائق دید ہے۔ قیمت ۱۲؎ر

نقش نظامی معروف بہ تسخیر عالم عملیات حب وبغض اور تسخیرات مین عجیب کتاب ہے شمس المعارف امام احمد بونی ورس شدہ کی تصنیف سے اخذ کرکے یہ کتاب تیار کی گئی ہے قیمت ۴ر

جن حضرات کو اِن کتابون مین سے کوئی کتاب درکار ہو وہ اس پتہ سے منگا سکتے ہین کو

حضرت سید یٰسین خواہرزادہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی قدس سرہ ضلع دہلی ڈاکخانہ عرب سرائے

حکمۃ اشراق

یہ وہ کتاب ہے جسکی حقیقتاً بلا مبالغہ دنیا مین کوئی کتاب نظیر نہین ہے۔ اس کتاب مین اُسی علم کا بیان ہے جسکے ذریعہ سے حکماء اشراقین اپنے شاگردون کو سینکڑون کوس کے فاصلے سے سبق پڑہاتے تھے اُستاد مشرق مین ہین اور شاگرد مغرب مین ہین اور سبق پڑہ رہے ہین اسی علم کے ذریعہ سے اُن حکما نے ہر شئے کے خواص دریافت کئے۔ یہ علم رمل یا جادو یا شعبدہ نہین ہے یہ نہایت مستحکم اور پختہ علم ہے اسکا اسکا حکم غلط نہین ہوسکتا اسکے ذریعہ سے انسان آسمانون کی سیر کرسکتا ہے زمین کے ہر طبقہ مین پہونچ سکتا ہے یہی وہ علم ہے جسکے حاصل کرنے سے انسان اپنے اس بدن کو مثل کرتے کے جسوقت چاہے اتار کر روح کے ساتھ مجرد ہو سکتا ہے اور پھر وہ اسبات پر بہی قادر ہوتا ہے کہ جس صورت مین چاہے ظاہر ہوجائے روا اصل لحق ہوجاتا اس علم کا کمال ہے اگر اس علم کے قواعد کی پابندی کے ساتھ انسان معاشرت اختیار کرلے دین و دنیا مین فلاحیت پائے عقائد اور خیالات کی درست کرنے والی توحید کی ثابت کرنے والی یہہ کتاب ہے علامہ قطب الدین رازی لکھتے ہین اس کتاب کی ہر سطر نور کی قلم سے حور کے رخسار پر لکھی جائے اور اسکے معانی قلم عقل سے لوح نفس پر نقش کئے جائین۔ باقی جو کچھہ کیفیت ہے وہ دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔ تین جلدون مین یہ کتاب طبع ہورہی قیمت ہر سہ جلد [illegible] روپیہ فی جلد [illegible] روپیہ ان صاحبون کے واسطے جو نصف قیمت پیشگی روانہ فرماکر خریدارون مین شامل ہون گے ورنہ بعد طبع ہونیکے فی جلد [illegible] روپیہ قیمت ہوگی حضرت سید لیسین علی حسینی خواہرزادہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی قدس سرہ نے اس کتاب کو ملک ایران سے منگواکر اردو شرح و ترجمہ فرمایا ہے اور تصوف کی معتبر و مستند کتابون سے نہایت اعلےٰ مضامین اسمین اضافہ فرمائے ہین جو حضرات اسکی خریداری مین اسوقت شریک ہون گے اُنکے پاس جسقدر حصہ تیار ہوتا جائے گا روانہ کیا جائے گا فقط